81139 ـ چار ماہ دس دن بیوہ کی عدت رکھی جانے میں حکمت کیا ہے ؟

سوال

اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو شریعت نے اس کی عدت چار ماہ دس دن رکھی ہے، بیوہ کی اتنی لمبی عدت رکھے جانے میں کیا حکمت ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ سبحانہ و تعالی یا رسول کریم صلی اللہ علیہ کے حکم کی حکمت معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ:

وہ حکمت کتاب و سنت کی نص میں سے ثابت ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ہم نے وہ قبلہ جس پر آپ تھے مقرر نہیں کیا تھا مگر اس لیے کہ ہم معلوم کر لیں کہ کون اس رسول کی پیروی کرتا ہے اس سے (جدا کر کے) جو اپنی دونوں ایڑیوں پر پھر جاتا ہے البقرۃ (143).

اور ايك مقام پر اللہ تبارك و تعالی کا فرمان ہے:

ایسے رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کے (آ جانے کے) بعد اللہ پر کوئی حجت نہ رہ جائے، اور اللہ تعالی ہمیشہ سے سب پر غالب کمال حکمت والا ہے النساء (165).

اور جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" چنانچہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہیں "

صحیح مسلم حدیث نمبر (976).

اس طرح کی اور بھی بہت ساری نصوص ہیں جن میں حکمت کا بیان ہوا ہے.

دوسرا طريقہ:

علماء كرام استنباط اور اجتھاد كے ذريعہ كسى حكمت كو بيان كريں، ليكن ان كى بيان كردہ غلط بھى ہو سكتى ہے اور صحيح بھى ہو سكتى ہے، اور بعض اوقات تو اكثر لوگوں پر حكمت مخفى ہى رہتى ہے.

ليكن مومن شخص سے مطلوب يہى ہے كہ وہ ہر حالت ميں اللہ سبحانہ و تعالى اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے حكم كو تسليم كرتے ہوئے اس پر عمل پيرا ہو اور يہ اعتقاد ركھے كہ اللہ سبحانہ و تعالى بہت ہى حكمت والا ہے، اور اس حكم ميں اس كى حكمت تامہ اور حجت بالغہ پائى جاتى ہے چاہے كسى كو سمجھ آئے يا نہ آئے، اللہ سبحانہ و تعالى جو چاہے كرتا ہے اس سے كوئى پوچھنے والا نہيں؛ ليكن مخلوق سے پوچھا جائيگا.

دوم:

اللہ سبحانہ و تعالى نے بيوہ عورت كو چار ماہ دس دن عدت گزارنے كا حكم ديتے ہوئے فرمايا ہے:

اور جو لوگ تم ميں سے فوت ہو جائيں اور بيوياں چھوڑ جائيں تو وہ بيوياں چار ماہ دس دن اپنے آپ كو انتظار ميں ركھيں، جب وہ اپنى عدت كو پہنچ جائيں تو تم پر كوئى گناہ نہيں جو وہ اپنے ساتھ معروف طريقہ سے كريں، جو تم كرتے ہو اللہ تعالى اس سے پورى طرح باخبر ہے البقرۃ (234).

اس آيت ميں اللہ سبحانہ و تعالى نے اس عدت كوئى صريح حكمت بيان نہيں فرمائى، چنانچہ اہل علم نے شرعى قواعد كے مناسب اور نسب اور عفت و عصمت اور عزت كے امور كا خيال كرتے ہوئے حكمت كا استنباط كيا ہے.

ابن كثير رحمہ اللہ اس آيت كى تفسير ميں رقمطراز ہيں:

" سعيد بن مسيب اور ابو العاليہ وغيرہ نے بيان كيا ہے كہ: بيوہ كى عدت چار ماہ دس دن ركھنے ميں حكمت يہ ہے كہ حمل كے بارہ ميں معلوم ہو جائے كہ آيا كہيں حمل تو نہيں، جب يہ عرصہ انتظار كيا جائيگا تو اس سے حمل كے متعلق علم ہو جائيگا كہ حمل ہے يا نہيں.

جيسا كہ ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما كى صحيحين وغيرہ كى درج ذيل روايت ميں بيان ہوا ہے:

" يقينا تمہارى خلقت كو اس كى ماں كے پيٹ ميں چاليس يوم تك نطفہ ركھا جاتا ہے، اور پھر وہ اتنے ہى ايام ميں ايك لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اتنے ہى ايام ميں گوشت كا ٹكڑا بن جاتا ہے، پھر اس كى طرف ايك فرشتہ بھيجا جاتا ہے جو اس ميں روح پھونكتا ہے "

تو يہ چاليس ايام تين بار ہوں تو چار ماہ بنتے ہيں، اور اس كے بعد دس دن اور احتياط كے ہيں كيونكہ بعض اوقات

کوئی مہینہ کم ہوتا ہے، اور پھر اس میں حرکت اور روح پھونکے جانے کے لیے یہ ایام رکھے گئے ہیں " واللہ تعالی اعلم.

سعید بن عروبہ قتادہ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ یہ دس دن کے متعلق کیا ہے ؟

ان کا جواب تھا: اس میں روح پھونکی جاتی ہے.

اور الربیع بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے عرض کیا:

چار ماہ کے ساتھ یہ دس دن کیوں رکھے گئے ؟

ان کا جواب تھا: اس لیے کہ ان ایام میں اس بچہ میں روح پھونکی جاتی ہے "

دونوں کو ابن جریر نے روایت کیا ہے " انتہی

امام شوکانی رحمہ اللہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

" بیوہ کی عدت اتنی مقدار میں رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ غالبا بچہ تین ماہ میں حرکت کرنے لگتا ہے، اور بچی چار ماہ کی حرکت کرنے لگتی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر دس دن اور زائد اس لیے کیے کہ بعض اوقات بچہ کمزور ہوتا ہے اور کچھ ایام حرکت میں بھی تاخیر ہو سکتی ہے لیکن اس عرصہ سے زائد تاخیر نہیں ہوتی " انتہی

مزید آپ زاد المسیر ابن الجوزی (1 / 275) اور اعلام الموقعین (2 / 52) کا بھی مطالعہ کریں.

یہاں ایک چیز پر متنبہ رہنا چاہیے کہ کسی استباط کردہ حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی شرعی حکم سے باہر نکلنا جائز نہیں.

اس لیے کسی کو بھی یہ کہنے کا حق نہیں کہ جب عدت میں حکمت حمل کا ہونا یا نہ ہونا معلوم کرنا ہے تو پھر اس وقت جدید میڈیکل آلات کے ذریعہ حمل ابتدائی ایام میں ہی معلوم کیا جا سکتا ہے تو اس لیے عورت کے لیے اتنا عرصہ عدت گزارنے کی کوئی ضرورت نہیں.

ایسا کوئی شخص نہیں کہہ سکتا، کیونکہ مذکورہ حکمت تو علماء کرام نے استباط اور اجتھاد کے ذریعہ معلوم کی ہے، اور یہ غلط بھی ہو سکتی ہے اور یا پھر حکمت کا ایک جزء ہو سکتا ہے مکمل حکمت نہیں.

اس لیے قطعی حکم جس پر سب متفق بھی ہیں کو کسی استنباط کردہ حکمت کی بنا پر ترک کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حکمت غلط بھی ہو سکتی ہے.

واللہ اعلم .